نسیم عرفان

انتخاب کلام معجز نظام

حضرت قبلہ مولانا مولوی محمد عبدالقدیر صاحب صدیقی القادری مدظلہ العالی

ایم اے متخلص بہ حسرت

صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن

مرتبہ

خادم حسین عسکری قادری

لطیف پریس بادی گارڈ حیدرآباد دکن

۱۳۴۴

۷۸۶

مقدمہ

جناب مولوی محمد عبد القدیر صاحب صدیقی، مولوی فاضل، منشی فاضل، پروفیسر شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ متخلص بہ حسرتؔ سے کون واقف نہیں یہ انکے اردو اور فارسی کلام کا مختصر سا مجموعہ ہے۔ جو حضرت حسرتؔ کے معتقد خاص، اور میرے محب خالص مولوی حبیب علی صاحب حسن لفٹننٹ علاقہ پرنس باڈی گارڈ فوج باقاعدہ کے مساعی جمیلہ سے ایک ترتیبی صورت پیدا کر کے پبلک کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

معرفت کا اصل اصول، اور عارفانہ شاعری کی بنیاد صرف توحید ہی ہے۔ عارف ہر رنگ میں توحید ہی کا راگ گاتا ہے، اور ہر راگ میں وحدانیت ہی کی لے کا خیال رکھتا ہے، دن ہو رات ہو، اندھیرا ہو، اجالا ہو، خواب ہو، بیداری ہو، اسکو صرف ایک ہی دھیان بندھا رہتا ہے اور وہی ایک دُھن سوار رہتی ہے

ہمہ روز در امیدم کہ رسم بوصل روزے
ہمہ شب دریں خیالم کہ شبے بخوابم آئی

ایسے زبردست اہم مقصد (توحید) کے اسرار و نکات کے اظہار کیلئے علم و عمل دونوں کی بدرجہ کمال ضرورت ہے۔

الحمدللہ۔ حضرت حسرتؔ ممالک ہند کی ان مغتنم اور متبرک ہستیوں میں ہیں جنکو "علم و عمل کا جامع" کہا جاسکتا ہے ایسے باعلم و عمل عارف شاعر کے کلام میں کسکو کلام ہوسکتا ہے، غور سے پڑھنے والے کیلئے ہر غزل میں ایک خاص کیفیت اور ہر شعر میں ایک خاص لذت ہے۔ آپکا کلام عوام میں عام طور سے اور خواص میں خصوصیت کیساتھ مقبول ہے۔ ایک جگہ خود بھی فرماتے ہیں:-

دوست دشمن نے داد دی حسرتؔ! ہر شعر میں تیرے کیا صفائی ہے

حقیقت یہ ہے کہ یہ مختصر سا مجموعہ حقائق و واقعات کا آئینہ، اور کیفیاتِ فطرت کا صحیفہ ہے غالب کہتے ہیں:-

بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے * ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے

گویا ساری کائنات فلسفۂ ہنود کے مطابق "رام کی لیلا" ہے، دنیا کی کوئی چیز قابلِ اعتنا نہیں ہے۔

بخلاف اس کے حضرت حسرت اسی قافیہ اور ردیف میں کس زور سے ارشاد فرماتے ہیں:-

مرآۃِ حقائق ہے یہ دنیا مرے آگے ہر ایک میں ہے جلوۂ تازا مرے آگے

بے وجہہ نہیں دل کشی صورت باطل باطل میں بھی ہے حق کا تماشا مرے آگے

ان دونوں شعروں سے سامع پر کس قدر گہرا اور سبق آموز اثر پڑتا ہے

اور "ربنا ما خلقت هذا باطلا" کی کتنی پر لطف اور صحیح تفسیر ہوتی ہے

سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم

حاصل یہ کہ

گرچہ ہے ایک مختصر سی کتاب ہر ورق اک کتاب ہے گویا

ہے ہر اک شعر، شعر تو جیسے ہر غزل انتخاب ہے گویا

کس قدر ہیں جلے ہوئے مضمون سینہ و دل کباب ہے گویا

ہوتا رہے یہ درد بہر طور زیادہ

اللہ کرے آتشِ عشق اور زیادہ

سید احمد حسین امجد

۵ رجب ۴۴ھ - صابر منزل حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱)

رونقِ شانِ بے نشان، نام و نشان میں بھی آ
زینتِ فضائے لامکان، اب تو مکان میں بھی آ

جہل میں نور بنکے آ، شک میں سکون بنکے آ
بن کے یقین کی چمک، وہم و گمان میں بھی آ

آنکھوں میں نور بنکے آ، دل میں سرور بنکے آ
بنکے حیاتِ جاوداں، تو میری جان میں بھی آ

دل تو بنا ہے تیرا گھر، پھر تو ہے میری جان کدھر
رہتا ہے کیوں ادھر ادھر، اپنے مکاں میں بھی آ

ملکِ غناءِ ذات میں، جلوہ گری بہت رہی
پردۂ غیب سے نکل، بزمِ عیاں میں بھی آ

خوف سے تیرے پاش پاش ہو گئے بندوں کا دل
بھر سکونِ جان و دل، امن و اماں میں بھی آ

(۲)

تری بیوفائیوں کا نہ کوئی شکار ہوتا
ترے گھر کے پاس ظالم جو مرا مزار ہوتا

میں نہ دردمند ہوتا نہ یہ حال زار ہوتا
مرے دل پہ کاش یارب مجھے اختیار ہوتا

دربار پر شہادت یہ کہاں تھی میری قسمت
مجھے بامزا تھا مرنا جو ہزار بار ہوتا

یہ کہاں کی غیرت ہے کہ نہیں حجابِ وحدت
اسے گر سمجھتے ظاہر تو وہی دوچار ہوتا

ہے عجب یہ حقیقت کہ نہیں نشانِ خلقت
یہ کہاں مجالِ باطل کہ وہاں دوچار ہوتا

ترا حسن گا ہو ارادہ وہی روبرو ہو پیدا ترا قصد یار رہتا تو وہ تیرا یار ہوتا

یہ امیدِ دید ہی نے کیا موت کو گوارا مری جان مفت کب تھی کہ جو یوں نثار ہوتا

مری بیخودی میں اُسنے مجھے دوش پر سنبھالا میں جو ہوشیار ہوتا تو نہ ہوشیار ہوتا

نہ ٹلائے سے ٹلیگی ہے بلائے آسمانی

مرا اعتبار حسرتؔ مرا اعتبار ہوتا

(۳)

کون کر سکتا ہے اے یار نظارہ تیرا بنگیا برقعِ رخسار تجلا تیرا

اس کو اغیار میں بھی یار نظر آتا ہے جو ہے اے جانِ جہاں محوِ تماشا تیرا

تو ہے آزاد میں زندانِ حوادث میں اسیر میرا دشوار ہے اور سہل ہے آنا تیرا

تیرا جلوہ کہیں پنہاں ہے کہیں پیدا ہے کونسی جا ہے کہ اس جا نہیں جلوہ تیرا

باعثِ رنج ہے عاشق کو بلا لون کہنا تو جو پیارا ہے تو ہے درد بھی پیارا تیرا

میں جو تیرا ہوں تو جو کچھ ہے مرا تیرا ہے پھر یہ کیا بحث لگا رکھی ہے میرا تیرا

دردِ دل چھپ نہ سکا تجھسے تو تو چیخ اٹھا حوصلہ دیکھ لیا بلبلِ شیدا تیرا

نازشِ حسرتؔ بیچارہ کہ بیچارہ ہے

کبریا تیری ردا فخر ہے جامہ تیرا

(۴)

رندانِ بادہ کش پر ہے لطفِ عام تیرا
مل جائے مجھکو ساقی بس ایک جام تیرا

پیرِ مغان سلامت ایک جام ہو عنایت
آئے ہیں میکدہ کو ہم سنکے نام تیرا

آنکھون سے تو نہان ہے دل سے جدا کہان ہے
کھٹکا لگا ہوا ہے اک صبح و شام تیرا

اے دل برا ہو تیرا تو نے بہت ستایا
کر دینگے لے کے خنجر قصہ تمام تیرا

حسنِ کلیم آفت ہر بسم زنِ قیامت
در پردہ کہہ رہا ہے حسنِ کلام تیرا

ہے خاک میں ملایا اس پستیِ نظر نے
اے شاہ بازِ معنی سدرہ مقام تیرا

گر آپ کو بھلا دے نام و نشان مٹا دے
سر نامۂ کتابِ ہستی ہو نام تیرا

کیون انتظارِ ساقی کیون حرص تجکو مئے کی
نادان نہین ہے خالی ہرگز یہ جام تیرا

دنیا کی کشمکش ہے سب تیرے دم سے حسرت
سارا فساد تیرا جھگڑا تمام تیرا

(۵)

وہی ہم اور وہی فتنۂ تازہ ہوگا
ہم نہون گے نہ یہ ہر دم کا بکھیڑا ہوگا

دلمین میرے نہ کبھی دخل کسی کا ہوگا
اسمین ہوگا تو وہی نور کا پتلا ہوگا

تیرے وارفتۂ الفت کو جو ہوش آئیگا
پھر وہی جامہ دری اور وہی صحرا ہوگا

بزمِ محبوب مین یون چھپ کے پہنچ جاؤنگا
کہ مرے ساتھ نہ ہرگز مرا سایہ ہوگا

خود ستائی کے تو قائل نہ کبھی ہم ہونگے
داد لینا ہو تو پردہ سے نکلنا ہوگا

کیا فرشتون کو خبر تھی کہ یہ خاکی پتلا
جان پڑتے ہی طلسمات کا پتلا ہوگا

روز محشر رخِ روشن سے جو اُٹھیگا نقاب
دیکھنا حشر مین ایک حشر ہی برپا ہوگا

تم تو خوش ہو کہ قیامت مین کروگی دعویٰ
وان بھی صورت یہی نکلی تو کہو کیا ہوگا

ساتھ لیجائینگے ہم اُن کا تصور حسرت
قبر مین چاہنے والا نہ اکیلا ہوگا

(۶)

جو دل مین تمھارے ہو وہ جور و جفا کرنا
پر دل سے کبھی اپنے ہرگز نہ جدا کرنا

عادت ہی حسینون کی ہر وقت جفا کرنا
عاشق کا فریضہ ہے ہر حال وفا کرنا

اسکو یون ہی رہنے دو مرتا ہی تو مرنے دو
بیمار محبت کی ہرگز نہ دوا کرنا ۔

یہ طرزِ ستم کیا ہے یہ رنگِ جفا کیا ہے
خود چھیڑ کے عاشق کو انگشت نما کرنا

آئینِ محبت ہی عشاق کی عادت ہے
ہر ایک کی سن لینا اور دل کا کہا کرنا

کیا آنکھ مچولا ہی کس لطف کا چھپنا ہے
آنکھون سے تو چھپ جانا اور دل مین رہا کرنا

آرام اگر پوچھو تسکین اگر چاہو
توحید کی مستی مین دن رات رہا کرنا

یہ وادیِ حیرت ہے تسلیم سلامت ہے
اس جا نہ اے حسرت کچھ چون و چرا کرنا

(۷)

آنکھ ملنے کا بہانہ ہو گیا — دل پہ اوس ظالم کا قبضہ ہو گیا

جذبۂ دل نے نہ کی تاثیر کچھ — یہ بھی کیا کمبخت اُن کا ہو گیا

ہاں ہماری ہو گئی مٹی خراب — اور ان کا اک تماشا ہو گیا

عاشقی ہے حوصلہ مندون کا کام — یہ بھی کیا کچھ کھیل ٹھٹھا ہو گیا

جان و مال و آبرو برباد رفت — کیا کھون، الفت میں کیا کیا ہو گیا

سیر کہ ہین دل کسی نے لے لیا — کیا تماشے میں تماشا ہو گیا

اب تمنا کی تمنا کیجئے — دل جو تھا وہ پارہ پارہ ہو گیا

جستجو میں انکی خود ہم کھو گئے — چاہتے کیا تھے مگر کیا ہو گیا

رہ گئے حسرت کلیجہ تھام کر
بیٹھے بیٹھے تم کو یہ کیا ہو گیا

(۸)

نہ کسی چیز میں دل انکا لگا میرے بعد — یاد آتی ہی رہی میری وفا میرے بعد

اب تو میں راہ روِ ملک عدم ہوتا ہوں — تیرا ہر حال میں حافظ ہے خدا میرے بعد

چھوڑ کر مجھکو اگر جاتے ہو جاؤ لیکن — نہ ملیگا تمہین پابندِ وفا میرے بعد

جان پیاری ہے تو تم پیار کسی کو نہ کرو
کوئی عشاق میں کر دے یہ ندا میرے بعد

بے ترے میں تو تڑپتا ہی رہا رات تمام
صبح بتا دے ترا کیا حال ہوا میرے بعد

میں جو مرتا ہوں بلا سے مجھے مر جانے دے
تو برا حال خدارا نہ بنا میرے بعد

مکتب عشق میں معلوم نہیں لیگا کون؟
درس افتادگی و درس فنا میرے بعد

میرے مرنے کی نہیں فکر مجھے فکر یہ ہے
کون اٹھائیگا ترے جور و جفا میرے بعد

زندگی بھر کوئی حسرت نہ نکالی دل کی
نوحہ کرتے ہوئے گر آئے تو کیا میرے بعد

(۹)

کہاں جاتے ہو دل میں گھر بنا کر
کدھر چھپتے ہو آنکھوں میں سما کر

انھیں یاد آ گیا پھولوں پہ سونا
ہماری قبر پر چادر چڑھا کر

کہاں تک سبز رنگوں کی جفائیں
کسی دن مر رہینگے زہر کھا کر

ہزاروں آفتوں کا سامنا ہے
بہت پچھتاؤ گے تم دل لگا کر

دم آخر ہے آنا ہو تو آ جاؤ
کوئی کہدے یہ اُن کے پاس جا کر

زمیں پر گر گئے ہم ہو کے بیہوش
وہ آخر چل دئے دامن چھڑا کر

لگ ہے ترا بندہ ہے حسرت
بُرا کر یا الٰہی یا بھلا کر

(۱۰)

سرورِ دلِ مصطفیٰ غوثِ اعظم — تجلّیِ نورِ خدا غوثِ اعظم

ہیں زیرِ قدم تیرے سر اولیاء کے — ہے اعلیٰ ترا مرتبہ غوثِ اعظم

تم اچھے ہو اللہ کے ہو پیارے — میں اچھا نہیں ہوں تو کیا غوثِ اعظم

بھلوں کی تو ہوتی ہے ساری خدائی — بُرے کو بھلا کیجے یا غوثِ اعظم

کہاں چھوڑتے ہیں گہنگار دامن — کہ وابستہ تیرے ہیں یا غوثِ اعظم

کبھی روضہ پاک پر یاد کیجے — یہ دل اب نہیں مانتا غوثِ اعظم

اغثنی اغثنی اغثنی — مدد اپنے خادم کی یا غوثِ اعظم

خبر بھی ہے کچھ حسرتِ بے نوا کی
کہ کیا حال اُس کا ہے یا غوثِ اعظم

(۱۱)

تجھ سے اکڑتے ہیں ساقی عرض بیباکانہ ہم — منتظر کب سے کھڑے ہیں بھر کے پیمانہ ہم

آستانِ یار تکیہ اور بسترِ فرشِ خاک — یوں بسر کرتے ہیں اپنی زندگی رندانہ ہم

دیکھیے انجام کیا ہوگا ہمارے عشق کا — دل تو اپنا دے رہے ہیں صورت بیعانہ ہم

دیکھے اس کا حال اسکو ہم نے اپنا کر لیا — کیسے ہیں دا دوستد میں عاقل و فرزانہ ہم

ہوگئے مدہوش پہونچی ہم کو جب بوئے شراب ‏— یعنے پہونچے ہی نہین تھے تا درِ میخانہ ہم

کیسی پیاری شکلین دکھلاتا ہے نقاشِ خیال ‏— لوحش اللہ ہو گئے ہین رو کشِ بتخانہ ہم

جان و تن کو کر دیا صرفِ تجلاے جمال ‏— ہین خراجِ آفرینِ ہمتِ مردانہ ہم

مقصدِ خلقِ جہان مراۃ اسماءِ صفات ‏— زینت افزاے سریر و افسرِ شاہانہ ہم

آفرینِ آفرینش زیبِ اورنگِ شہی ‏— نورِ چشمِ صاحبِ خانہ چراغِ خانہ ہم

خامش اے حسرت کہ گنجائش نہین یان غیر کی
ہین یگانہ کس کے ہم اور کس کے ہین بیگانہ ہم

(۱۴)

ساقی ہین تیرے دستِ کرم پر نثار ہون ‏— ایک جام اور دے کہ مین ابھی ہوشیار ہون

بے بود ہے نمودِ عدم ہے مرا وجود ‏— ہین چشمِ اعتبار مین محض اعتبار ہون

مقصد مرا وہی ہے جو مطلب ہے یار کا ‏— ہین اپنے اختیار مین بے اختیار ہون

دریا پکارتا ہے ادہر دیکھ اے حباب ‏— تیرے لئے مین تیری طرح بیقرار ہون

نکلا ہون جب سے گہر سے نہ پہونچا کبھی کہان ‏— وارد اک بے وطن ہون غریب الدیار ہون

آتی ہے ہر نفس سے صدا گوشِ ہوش مین ‏— کچھ کر لو غافلو کہ مین ناپائدار ہون

جلوہ فزا ہے دل مین مرے اک بتِ حسین ‏— مین ایک پردہ دار کا اب پردہ دار ہون

اس بے خودی نے کھیل بگاڑا مرا تمام اے شوقِ وصل تجھ سے بہت شرمسار ہوں

اس تیرہ خاک میں ہے نہاں ایک جانِ پاک آئینۂ کمال پہ زنگِ غبار ہوں

جب وہ نہوں تو میں ہوں نہوں وہ تو میں رہوں

حسرت یہ رنگ ہو تو میں کیا کامگار ہوں

(۱۳)

نمودِ جنبشِ نوکِ قلم ہے ساری تحریریں عوالم کیا ہیں علمِ ذات کی ہیں ساری تفسیریں

تماشا گاہ ہے عالم کسی استادِ کامل کا یہ ہم تم کیا ہیں گویا سینما کی چند تصویریں

ہوا اطلاق کی کہا بندہ وحدت کار ستانے کہاں تک پاؤں میں تقلید کی ہیں سخت زنجیریں

محبت نے نہ چھوڑا جز خیالِ یار کچھ دل میں عوض خود کے خیالِ یار رکھیگا جو دل چیریں

نہیں نقدِ عمل کچھ بھی میرے جیب و گریباں میں مگر دل میں ہیں یا قوتی محبوب کی تصویریں

خدا کے ہاتھ میں سب کچھ ہے لا حول و لا قوۃ نہ ہو تقدیر اگر یاور الٹ جاتی ہیں تدبیریں

خدا پر چھوڑ اپنے نیک و بد کو سب میں لا حاصل نہ کام آئینگی تدبیریں نہ تقریریں نہ تحریریں

جھکا دے گردنِ تسلیم پھیر اپنا نہ سر حسرت

پڑیں سر پر جو مرضیِ خدا میں لاکھ شمشیریں

(١٤)

مری بودھی کی نمود ہی حقیقت اور مجاز میں
میں دکھا کے لاکھوں نمائشیں ہوں ہمنوا زیر و بم ساز میں

نہ شراب میں وہ مزا ملا نہ کباب میں وہ مزا ملا
مجھے ملا جو مجھے مزا مرے دل کے سوز و گداز میں

تو کمال حسن سے سرفراز ہے مجھے تیرے عشق سے امتیاز
نہ تری نظر ہی ہے ناز میں نہ مری نظر ہے نیاز میں

نہ ملیں وہ محفل قدس میں نہ بلا میں منزل انس میں
کہیں جلتے پھرتے نظر پڑیں وہ مجھے بھی راہ مجاز میں

نہ نیاز تھا نہ تو ناز تھا نہ در کمال ہی بار تھا
مری جان جان تھا نہاں رہا ترا ناز میری نیاز میں

جو ہو اسی کی نمود ہو نہ نمود اصل وجود ہو
کوئی کیا بتائے کمال جو ہے خیال شعبدہ باز میں

ترے درد دل کی کھلیں دوا نہ ملیگی حسرت بینوا
تو تڑپ تڑپ کے تمام ہو یونہی نالہ گداز میں

(١٥)

تو نہیں تیر کا بیٹھے تری پیکان میں
ایک حسرت ہے یہی میرے ارمان دل میں

یہ جو ہر وفا تمہیں منظور کہ یہ گھر مطلوب
آنکھ میں رہنا ہی بہتر کہ مری جان دل میں

اس سے بہتر نہیں پردہ کا کوئی اور مقام
تم کو چھپنا ہو تو چھپ جاؤ مری جان دل میں

ہم وفا کرنے سے ہونگے نہ کبیدہ خاطر
وہ جفا کرنے سے ہونگے نہ پشیمان دل میں

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
رہ گئے ہائے مرے دل ہی کے ارمان دل میں

کیوں رہ رہ کے خلش ہوتی ہے دل میں حسرت
رہ گیا ہو نہ کوئی ٹوٹ کے پیکان دل میں

(۱۶)

دامِ تقیید سے اعلیٰ ہوں میں | وحشتِ اطلاق کا عنقا ہوں میں
کبھی پنہاں کبھی پیدا ہوں میں | موجۂ جوششِ دریا ہوں میں
کبھی روتا ہوں کبھی ہنستا ہوں | یار کا ایک تماشا ہوں میں
کہیں ہنگامہ نہ ہو جائے بپا | جوشِ الفت کو دباتا ہوں میں
ہائے بیچارگیِ الفت میں | جی بھر آتا ہے تو روتا ہوں میں
ان کے قدموں میں پڑا رہتا ہوں | قدِ محبوب کا سایا ہوں میں
خانہ بربادی کا کیا غم مجھ کو | دل میں محبوب کے رہتا ہوں میں
جانتا ہوں کہ میں کچھ ہوں بیشک | پر یہ معلوم نہیں کیا ہوں میں؟
وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے | وہی سب کچھ ہے تو پھر کیا ہوں میں؟
کون سی شے ہے نہیں جو مجھ میں | ایک طلسمات کا پتلا ہوں میں
ہاتھ میں انکے ہوں میں کٹ پتلی | وہ جو چا[illegible] کرتا ہوں میں
آپ جو کہتے ہیں کہہ دیتا ہوں | میں نہ زندہ ہوں نہ مردہ ہوں میں

آپ اچھے ہین تو مین کب ہون برا — آپ کا دیکھنے والا ہون مین

مین سراپا ہون گنہگار مگر — یا الٰہی ترا بندہ ہون مین

واہ کیا مجکو نہین جانتے آپ؟

آپ کا حسرت شیدا ہون مین

(۱۷)

جبتک نہ وہ کہے کبھی کہتا نہین ہون مین — یون اُسکے بزم مین ہون کہ گویا نہین ہون مین

ہین دفن مرے ساتھ مری اُنکی حسرتین — شکر خدا کہ قبر مین تنہا نہین ہون مین

کانون مین بس گئی ہی اک آوازِ دل نشین — مدت ہوئی مگر اُسے بھولا نہین ہون مین

بھاگون جو سنگ یار سی مین نامِ امتحان — کچھ بوالہوس کا رنگ پریدہ نہین ہون مین

پروانے کا ہون سوزِ درون و گدازِ جان — شور و فغانِ بلبلِ شیدا نہین ہون مین

حضرت کے ہوش اڑ گئے بس اک جام مین — اور خُم کے خُم چڑھا کے بھکتا نہین ہون مین

باز آغ کی نظر کا ہی میری نظر مین نور — کچھ خیرگیِ دیدۂ موسیٰ نہین ہون مین

دنیا کے سب کمال ہین مجھ مین بھرے ہوئے

حسرت پہ ایک بات ہے اپنا نہین ہون مین

سرگشتہ مثلِ مجنون پایا تری گلی مین
گر ہوشمند کوئی پہونچا تری گلی مین

رندون کا لگ رہا ہے میلہ تری گلی مین
میخانے کھل رہے ہین ہر جا تری گلی مین

رو رو کے رات کاٹی پھر پھر کے دن گذارا
اے جان یہ ماجرا ہے میرا تری گلی مین

آرام ہو تو کیون کر راحت ملے تو کیسے
ہر دم ہے تازہ فتنہ برپا تری گلی مین

شاید جنونِ تازہ اٹھا ہے پھر کسی کو
کیون رات بھر تھا شور و غوغا تری گلی مین

شعلے نکلتے رہتے ہم یون اگر نہ روتے
ہے خاک دل جلون کی جا تری گلی مین

ہے رقص بسملون کا اور شور دلجلون کا
ہم نے عجیب تماشا دیکھا تیری گلی مین

دنیا کی خاک چھانی ہر ایک جائے ڈھونڈا
راحت کہین نہ پائی اِلا تری گلی مین

صرفِ نیاز دونون کافر ہو یا مسلمان
مذہب ہے ایک سب کا سجدہ تری گلی مین

کھل جائے اب دریچہ ہو جائے ایک جلوہ
سب منتظر کھڑے ہین شیدا تری گلی مین

بجلی چمک چمک کر گرتی ہے چار جانب
ہے ایک طورِ سینا گویا تری گلی مین

دیکھا تو بس یہ دیکھا اُس کو جو کوئی پہونچا
ایک گرد کا بگولا اُٹھا تری گلی مین

ہم نے تو لاکھ ڈھونڈا کچھ بھی پتہ نہ پایا
مجنون کدھر چھپا ہے لیلیٰ تری گلی مین

دیکھا تو کچھ نہ پایا سوچا تو بس یہ سمجھا
ایک نام رہ گیا ہے میرا تری گلی مین

پیوندِ خاک ہوگا نقشِ قدم ہے گا

حسرتؔ یہ جان ہی گر آیا تری گلی مین

(۱۹)

تری ہو یاد تیری گفتگو ہو
تری ہو فکر تری جستجو ہو

یہی ایک آرزو ہے یا الٰہی
نہ میرے دل مین کوئی آرزو ہو

نگہ رکھ دم کو ای غواصِ معنی!
درِ مقصود کی گر جستجو ہو

قیامت پر نہ ڈالو فیصلے کو
جو ہو نا ہو تمہارے رو برو ہو

نہ منھہ الفت سے پھیرونگا تمہاری
نہ خنجر اگر میرا گلو ہو

مجھے کچھہ بھی نہین پروا کسی کی
میرے آنکھون کے آگے ایک تو ہو

مجھے ڈر ہے میری دل تنگی سے
کہین چرچا نہ ان کا کو بکو ہو

مٹا دے صفحہ ہستی سے ایسا
نہ ہستی کا مرے کچھہ رنگ و بو ہو

سمجھہ لینا ابھی منزل ہے پہلی
اگر ہستی کا تری رنگ و بو ہو

فرد ان جب عقل سے ہو ذات اسکی

تو حسرتؔ کس طرح پھر جستجو ہو

---

(۲۰)

وہ حسنِ جہان سوز دکھایا نہین کرتے
اور پھر وہ کبھی صاف بھی پردا نہین کرتے

ہے بوالہوسی یار کے ظلمون کی شکایت
جو لطف ستم پاتے ہین شکوا نہین کرتے

تم سا نہین دنیا مین جو کچھ ہو سو تمہی ہو
ہم تم سے کسی بات کا دعوی نہین کرتے

ثابت قدمی عشق کی اُن کو بھی ہو ثابت
وہ ظلم اگر کرتے ہین بیجا نہین کرتے

رسوائی عاشق مین ہے بدنامی معشوق
تنہا وہ جہان مین ہمین رسوا نہین کرتے

کیون چھیڑتے ہو حسرتِ دیوانہ کو دن رات
عاقل کبھی دیوانے کو چھیڑا نہین کرتے

(۲۱)

کر دے تو مجھے یارب آشفتہ سودا دے
دینا ہو اگر مجھکو دل رھنِ تمنا دے

ہے غیر ترا معدوم اور غیب مین تو مکتوم
پھر جلوے یہ کس کے ہین یارب مجھے بتلا دے

ہے ذات غنی تیری پروا نہین کچھ میری
کیون مجھکو کیا پیدا ہے اتنا مجھے سمجھا دے

حائل نہ نہین پردے تو چھپ نہ سکی مجھسے
مازاغ کے صدقے سے وہ دیدۂ بینا دے

کچھ نشہ نہین ہوتا ساقی مئے خالص سے
اب ساغر و مینا مین کچھ زہر بھی ملوا دے

ہر حال مین صابر ہون ہر حال مین شاکر ہون
مین تو ترا بندہ ہون تو مجھکو تہ یا دے

دیتا ہی چلا جاؤں ہر شخص کو جو مانگے
تو اپنے خزانہ سے یارب مجھے اتنا دے

جو کچھ ہے وہ آقا کا کچھ بھی نہیں بندے کا
حسرت ترا بندہ ہے وہ تجکو بھلا کیا دے

(۲۲)

ہو گئی وجہ گرانی میری — ہائے یہ ہیچ مدانی میری

نیستی میں ہوں نہ ہستی میں ہوں — بے نشانی ہے نشانی میری

موج دریائے ارادہ ہوں میں — حیرت افزا ہے روانی میری

زندگی کا ہے مرے سرمایہ — لذتِ سوزِ نہانی میری

مرے سب حال سے وہ واقف ہیں — ہے عبث یاد دہانی میری

باعثِ دل کشیِ محبوبان — پسِ مردن ہے کہانی میری

ان کے ہونٹوں پہ ہنسی آ ہی گئی — سنکے آشفتہ بیانی میری

بے تمھارے کہیں راحت نہ ملی — مختصر ہے یہ کہانی میری

مجلسِ عشق میں ہو گی حسرت
خوب ہی مرثیہ خوانی میری

(۲۳)

مرآۃِ حقائق ہے یہ دنیا مرے آگے | ہر ایک میں ہے جلوۂ تازہ مرے آگے
نیرنگیٔ اشکال ہے نیرنگِ سراپا | سو رنگ میں ہے ایک ہی جلوہ مرے آگے
بے وجہ نہیں دلکشیٔ صورتِ باطل | باطل میں بھی ہے حق کا تماشا مرے آگے
وارفتگیٔ عشق کا طرفہ ہے تماشا | وہ دیکھتے ہیں آ کے تماشا مرے آگے
کافی تھا اگر چشمِ بصیرت مجھے ہوتی | ہر روز ہے جو فتنۂ تازہ مرے آگے
یادِ نگہِ مست میں تھا بے خبر ایسا | بیکار ہے ساغر و مینا مرے آگے
میں جلوۂ محبوب میں بت بنکے کھڑا ہوں | وہ بھی ہیں کھڑے محوِ تماشا مرے آگے
ہاں اے ملک الموت! مجھے عذر نہ ہوگا | گر نزع میں ہو جلوہ کسی کا مرے آگے

حسرتؔ جو مرے علم میں ہے جلوہ فگن آج
کل آئیگا وہ بن کے تماشا مرے آگے

(۲۴)

اُو مستِ شرابِ لا اُبالی! | انظر اللہ کیف حالی
کیا میرا علاج کر رہے ہو | واللہ سواک لا شفا لی
کر دونگا ہزار جان قربان | وجہُ المحبوبِ اِن بدا لی

لن ابرح من فناء دارک　　میں نے بھی تری قسم ہے کھالی

بگزار مرا وگرنہ ناصح　　باللہ اقول ما بدا لی

دعنی والوجد یا عذولی　　موتی فی الوجد قد حلا لی

بر ساقیٔ دلنواز قربان　　جام مئے آتشین ملا لی

ای ذات تو مجمع الکمالات　　میں بھی ہوں کمال بے کمالی

ہر جام کا رنگ گو جدا ہے　　پر مئے سے ہے کون جام خالی

بد کون ہے اور نیک ہے کون　　تو در ہر شان با کمالی

ہے پیش نظر خیال تیرا　　ہر چند ہوں پیکر خیالی

تونے وہ دیا جو میں نے مانگا　　تھا تیرا کمال فی سوالی

در راہ طلب بہیر حسرت
گو ذات ہے اُس کی لا اُبالی

(۲۵)

اپنا چہرہ دکھا دیا تونے　　بس مرا مدعا دیا تونے

دل دیا بھی تو تونے بے قابو　　ایک بلا کو لگا دیا تونے

کوئی ارمان اب نہیں باقی　　خاک میں سب ملا دیا تونے

دور بینِ خیال کیا کہنا! | مجھکو کیا کیا دکھا دیا تونے

نہ رہی کچھ خبر سر و پا کی | جام ایسا پلا دیا تونے

دین کے ہم رہے نہ دنیا کے | کیا نکما بنا دیا تونے

میری باتوں پہ لوگ ہنستے ہیں | کیا تماشا بنا دیا تونے

تاقیامت کبھی نہ اچھا ہو | روگ ایسا لگا دیا تونے

کوئی آواز اب نہیں بھاتی | راگ ایسا سنا دیا تونے

کچھ نہیں یاد اب تو حسرت کو

یاد جو تھا بھلا دیا تونے

(۲۶)

تنہا نہیں ہیں چاکِ گریباں کئے ہوئے | ہیں پارہ پارہ جامۂ امکاں کئے ہوئے

پابندی رسوم جہاں ہے بلائے جاں | کیوں اپنی زندگی کو ہو زنداں کئے ہوئے

بیٹھے بٹھائے بازی الفت کو کھیلکر | ہم اپنے آپ کو ہیں پریشاں کئے ہوئے

کس جمع دل سے بیٹھے ہیں دلدادگانِ عشق | سر اپنا زیرِ خنجرِ براں کئے ہوئے

روئے حبیب آئے نظر کس طرح کہ ہو | شیرازۂ خیال پریشاں کئے ہوئے

آزاد ہیں کشاکش دیر و حرم سے ہم | جب سے ہیں ہم تصورِ جاناں کئے ہوئے

اُکتا گئے مجالسِ علم و کمال سے
حسرتؔ ہیں قصدِ محفلِ رندان کیے ہوئے

(۴۷)

ہر کام میں تیرے خوشنمائی — ہر ایک ادا میں دل ربائی
انسان اور اسی کی خودنمائی — بندہ اور دعوائے خدائی
جس کو پروا نہیں کسی کی — ناحق کی اُس سے آشنائی
دنیا کی کشمکش سے چھوٹے — کیا پیرِ مغان نے مَے پلائی
ناقہ لیلیٰ کا ہو نہ نزدیک — آوازِ درایہ کیسی آئی!
اے جذبۂ عشق تری کیا بات! — لیلیٰ باہر نکل ہی آئی
مجنون کا لباس زیب تن تھا — لیلیٰ جس وقت باہر آئی
مجنون نے جو دیکھا آئینہ کو — لیلیٰ کی شکل اوس میں پائی
دیکھا تو وہ چیز اور ہی تھی — کچھ اور ہی تھی سُنی سُنائی
اے تنگ دلی! ترا برا ہو — ورنہ میری تھی سب خدائی
للہ الارضُ والسمٰوات — میری ہر چیز ہے پرائی
اعلم ان الغنی غنی النفس — فقر است وہزار بادشائی

مجھکو مری بندگی مبارک — تجھکو تری شانِ کبریائی

حسرتؔ مرے پاس کیا دھرا ہے؟

ایک جان سو وہ بھی ہے پرائی

(۲۹)

اے خیالِ یار آ کچھ دل بہلنے کیلئے — اُن کو مدت چاہئیے باہر نکلنے کیلئے

ہاتھ سے میری چلا دامانِ ضبط اے جلوہ گر — کچھ تو مہلت دیجئے میرے دلکی سنبھلنے کیلئے

سیکڑوں شکلیں بنائیں اور مٹا ڈالی ہیں — مشغلہ اچھا ملا ہے دل بہلنے کیلئے

ہائے چھوٹا جا رہا ہے مجھسے دامانِ خیال — ایک سہارا تھا یہی جی کے بہلنے کیلئے

ہائے جاں جان جائے آبرو جائے تو جائے — کیا قدم رکھا تھا اس کوچہ میں ٹلنے کیلئے

آتشِ دل خاک کر دیتی ہے ہر اک چیز کو — اے خیالِ یار کیوں آتا ہے جلنے کیلئے

جان بلب ہے حسرتِ بیچارہ کیوں ہے یہ دریغ

ایک نگاہِ ناز بس ہے دم نکلنے کیلئے

(۳۰)

بلا سے گر ہمارے پاس دولت ہے نہ حشمت ہے — محمد مصطفےٰ کی ایک الفت لاکھ دولت ہے

سراپا نور کی صورت مجسم خلق کا پتلا — کسی کی ایسی صورت ہے کسی کی ایسی سیرت ہے

نہ آیا فہم مین عاقل کے یہ کیسا معمّی ہے ۔ سراپا بندگی اور پھر سراسر شان عظمت ہے

جمال اک شان ہے تیری جلال اک شان ہے تیری ۔ عجب تصویر قدرت ہے کہ جسمین نور و ظلمت ہے

نہ اٹھا ہے نہ اٹھیگا کبھی آنکھ سے پردہ ۔ تو اے نور خدا بیشک نقاب روے وحدت ہے

نہ چھوڑی دانش و بینش مین اپنے کچھ توانائی ۔ فروغ جلوہ محبوب کیا ہے اک قیامت ہے

خدائے پاک چاہے جنکو ہم اسکو کیون نہ چاہین ۔ جو اچھا سب سے اچھا ہو سزاوار محبت ہے

محمد جی مین آتا ہی کہ بس گھٹتا چلا جاؤن ۔ یہ کیسا نام ہے اس نام مین کتنی حلاوت ہے

الٰہی وہ بھی دن ہوگا کہ پہونچے نگا مدینہ کو ۔ بڑی حسرت ہے دلمین جوشش شوق زیارت ہے

اغثنی یا رسول اللہ اغثنی یا حبیب اللہ

تری فرقت مین روز و شب ہی اک ورد حسرت ہے

——— ۳۱ ———

تو ہم ہے تو ہم ہی نہ ذلت ہی نہ کثرت ہے ۔ نہ سمجھین یہ تو حیرت ہے جو سمجھین آپ تو حیرت ہے

بہت نزدیک ہی مقصد ادھر دیکھو ادھر دیکھو! ۔ کدہر تم دیکھتے ہو کس طرف روے ارادت ہے

حجاب دیدہ مجنون خیال روے لیلی ہے ۔ اگر ابطال باطل ہو تو تحقیق حقیقت ہے

بناے زندگانی پاے غفلت پہ قایم ہے ۔ اگر سچ پوچھیے غفلت نشان شان رحمت ہے

[illegible] محبوب کی لازم اور اسکو درد مہجوری ۔ خیال فرقت محبوب ہی ہر وجہہ فرقت ہے

وصالِ یار اچھا ہے نہ ہوتا یہ تو بہتر تھا — وصالِ یار کی صورت میں بھی فرقت کی صورت ہے

اسیرِ دامِ گیسوئے محبت آپ اپنا ہوں — جو حبِ غیر ہے وہ بستۂ زنجیرِ نسبت ہے

جسے دیکھو ہے دلدادہ جمالِ حسنِ لیلیٰ کا — مگر نادان کوئی اور کوئی دانا حقیقت ہے

کوئی مجنوں صفت ہے اور کوئی لیلیٰ شمائل ہے — نہاں ہر ذرۂ اکواں میں سرِ محبت ہے

نچھوڑی دانش و بینش میں نے کچھ تو انائی — فروغِ جلوۂ محبوب کیا ہی اک قیامت ہے

فقیرِ کج کلہ ہوں تختِ طاوسی ہے دل میرا — صفا خلعت ہے میرا ملکِ معنی پر حکومت ہے

حقیقت کی طرف روئے ارادت پھیر اے حسرت!

حقیقت یہ کہ دنیا سراسر بے حقیقت ہے

(۳۲)

للہ سمجھ کہ کون تو ہے — کیوں غیر کی تجھ کو جستجو ہے

اپنا سمجھو تو غیر ہے دوست — سمجھو بیگانہ تو عدو ہے

دونوں ہیں محوِ خود نمائی — آئینہ اُن کے روبرو ہے

زخمی کہیں ہو نہ دستِ قاتل — وہ متصلِ رگِ گلو ہے

پیوندِ زمیں ہیں آرزوئیں — دل میں میرے کیا ہی ایک ہو ہے

بلبل! کیوں گل پہ مر رہا ہے — یارب یہ کس کا رنگ و بو ہے

ساقی کے کرم سے کیا نہیں ہے ساغر ہے صراحی ہے سبو ہے

ہنگامۂ مرگ مین بھی یارب!

حسرت کی نظر سوِ علو ہے

(۳۳)

ہائے کیا شکل تونے پائی ہے کہ خدائی تری فدائی ہے

آدمی آدمی سے ملتا ہے تم ملوگے تو کیا برائی ہے

ہے ہماری طرف خدائے کریم اُن کی جانب اگر خدائی ہے

وہ ہیں اور ہم نشینیِ اغیار ہم ہیں اور آفتِ جُدائی ہے

کبھی دو بار ایک ستم نہ کیا بے وفائی میں بیوفائی ہے

ہم کو اپنی رہی نہ کچھہ حاجت کیا فقیری میں بادشاہی ہے

دیکھکر اس نے چھوڑدی چلمن یہ بھی ایک طرزِ دلربائی ہے

دوست دشمن نے داد دی حسرت

شعر میں تیرے کیا صفائی ہے

(٣٤)

آتش بکاشانه زدم ویرانه باید مرا | از عاقلان رو تافتم دیوانه باید مرا

تا بر شمارم مکرها از زاهدان پر دغا | ای سبحه گردان سبحهٔ صد دانه باید مرا

بینم فروغ جلوه را سوزم دل جان مرا | تا داد جان بازی دهد پروانه باید مرا

ای ساقی نیکو شیم اکافی نباشد ساغرم | هستم بلا نوش قدم خمخانه باید مرا

شه باز دست قدرتم صید حقایق میکنم | بر پایهٔ عرش برینم لانه باید مرا

یا رب چه سازم چون کنم با ناصحان محترم
من حسرت دیوانه ام دیوانه باید مرا

(٣٥)

مدار زندگی من بهوی های من است | غم دلم همه سرمایه بقای من است

اسیر پنجهٔ الفت شهید ناوک نار | فدای کوی بتان جان مبتلای من است

به تیغ ناز کشتی یا بخنجر غمزه | بهر سزای که فرمان دهی سزای من است

بزیر برقع فانوس شمع روشن هین | تنم غبار رخ جان با صفای من است

سزای سوختن و کشتن و فنا کردن | سوال وصل که کردم همین خطای من است

بحسن و خوبی او جان پاک شاهد صدق | گواه پاکی او عقل با صفای من است

نصیبِ بوالہوساں ہست راحت آرام | بلا و رنج و مصیبت ہمہ برائے من است

نہ دوستے نہ محبی نہ مشفقی حسرتؔ
انیسِ وحدت و تنہائیم خدائے من است

(۳۶)

در محفلِ یکتائی اغیار نمی گنجد | اغیار چہ سان گنجد چون یار نمی گنجد
ای زاہدِ پُر تمکین بر گیر مئے رنگین | در بزمِ پری رویان انکار نمی گنجد
گر صحبتِ ما خواہی پیمانہ دما دم کش | در محفلِ مدہوشان ہشیار نمی گنجد
از حالِ من خستہ ای یار چہ می پرسی | دردِ دلِ من اندر گفتار نمی گنجد
بر ہر کہ نگہ کردم در کار دگر دیدم | در چشمِ ہنر پرور بےکار نمی گنجد

پُر گشت دل و جانم از جلوہ جانانم
در چشمِ من ای حسرتؔ جز یار نمی گنجد

(۳۷)

زہے عظمت و عز و شانِ محمدؐ | کہ روح الامین پاسبانِ محمدؐ
چہ جود و سخاوت چہ لطف و کرامت | کہ عالم ہمہ میہمانِ محمدؐ
یقینم تہی دست ہرگز نیایم | ز الطافِ قلزم نشانِ محمدؐ

بنیا بہم چہ لطفِ قندِ مکرر   کلامِ خدا و زبانِ محمدؐ

مخند و برو راہِ خود گیر واعظ   کہ ما ئیم دلدادگانِ محمدؐ

خدائے جہان آفرین مہر ورزد   زہے رتبتِ عاشقانِ محمدؐ

نہ ذکرِ قیامت نہ فکرِ معیشت   خوشا حال وارفتگانِ محمدؐ

دلِ مضطرب مضطرب تر مبادا   خدایا ز سوزِ نہانِ محمدؐ

مگر حسرتِ سوختہ دل نباشد

بشب می شنیدم فغانِ محمدؐ

(۳۸)

اے راحتِ جانِ آفرینش   وے روحِ روانِ آفرینش

ذاتِ والائے تو معلیٰ   برتر ز گمانِ آفرینش

چون پرتوِ روئے خود فگندی   برخاست فغانِ آفرینش

اوصافِ تو فاش کرد و پیدا   اسرارِ نہانِ آفرینش

بے گوہرِ ذاتِ تست کاسد   کالائے دکانِ آفرینش

کے ماہِ حقیقتت نہفتہ   زیرِ کتانِ آفرینش

للہ نگہے بسوئے حسرت   اے عظمت و شانِ آفرینش

(۳۹)

شیشۂ زہد بسنگِ درِ جانان زدہ ام — آتشِ شوق بسیپارۂ ایمان زدہ ام

زاہدا طعنہ نہ بر ہیچ مسلمان زدہ ام — قدحِ بادۂ گلگون زدہ ام ہان! زدہ ام

تا نہ چون زاہدِ خودبین بدِ عمل آرایم — جامۂ زہد بسر آتشِ سوزان زدہ ام

بود در خواب و ربودم ز رخش بوسۂ چند — غارتے بر سرِ غارتگرِ ایمان زدہ ام

آمد از ہر جہت آوازِ ہم آہنگیِ من — نالۂ دردِ چو در گنبدِ دوران زدہ ام

تا شود دور پریشانیِ خاطر حسرت

دست در چنبرِ آن کاکلِ پیچان زدہ ام

(۴۰)

چند ہا سودا زدۂ کاکلِ لیلیٰ باشم — چند حیرانِ جمالِ رخِ زیبا باشم

برقع از چہرہ برانداز و مرا جلوہ نما — تا بکے منتظرِ وعدۂ فردا باشم

تا بزیرِ قدمِ یار بیفتم یارب — کاش من سایۂ آن قامتِ رعنا باشم

ای خیالِ رخِ دلدار بیا زود بیا! — تا بعزلتگہِ گور نہ تنہا باشم

وقت آمد کہ زرہِ پردہ برانداز دیار — مدد ای ہمتِ مردانہ کہ برجا باشم

بہستی چہ کنم دعوائے ہستی چہ کنم — من کہ مانندِ حبابِ سرِ دریا باشم

خواجه از بندگیٔ خویش بکن آزادم
باشم از حلقه بگوشانِ درست تا باشم

للعجب طرفه تماشاست که دارم حسرت
خود تماشایم و خود محوِ تماشا باشم

(۴۱)

ما محوِ جمالِ روی یاریم
از هستیٔ خود خبر نداریم

ای خانه خراب رسمِ الفت!
برباد بکوی آن نگاریم

ای عشق ہا چه رنجہا که دادی
ای وای چه دردہا که داریم

ای جانِ جہاں بیا خدا را!
تا بر قدمِ تو جان سپاریم

زخمی بر تن نمی نماید
آخر بچه طورِ دل فگاریم

این طرفه حکایت است حسرت
کز آہوی چشمِ او شکاریم

(۴۲)

ناز و ادا و غمزه ہمه مستمند تو
خوبی و دلربائی اسیر کمند تو

خود را غبارِ کوی پری روی ساختی
صد آفرین ہمت و عزمِ بلند تو

از خنجرِ جفا دلِ تو پاره پاره شد
تا کی فدای یار دلِ دردمند تو

تنہا نہ دلِ زاہد مسکین بودہ | بس طائرانِ قدس اسیرِ کمند تو
شوریدگانِ عشق بہ زیرِ لوای من | گردن کشانِ حسن اسیرِ کمند تو

حسرت بہ خودت ز طریقِ وفا مپیچ
از ہم جدا کنند اگر بند بند تو

(۴۳)

ای جانِ جہان تا کے این عزلت و تنہائی | وقت است کہ برآئی وین انجمن آرائی
ای پرتوِ حسنِ تو ہنگامہ کند برپا | در پردہ نمی گنجد این جلوۂ رعنائی
در بزمِ تو ای جانان جمع اند نظر بازان | بنما رخِ خود داری گر دعوئ زیبائی
از زاہد پر تمکین و ز عابد خوش آئین | ای بچہ کہ مژگانت بر بود شکیبائی
از حسنِ نمک ریزت شوریست بہر مجلس | وز چشمِ سیاہِ تو عالم ہمہ سودائی
ای جانِ من خستہ در شوقِ تو آشفتہ | از خویش برون آیم وز پردہ برون آئی
آئینہ تابانم از بر برآیم دل | زنہار کہ پیشِ من با ناز چنین آئی
ای ناصحِ نیکو فر بگزار مرا یکسر | با دل نشدہ افتادن دور است ز دانائی
نگشاد درِ معنی بر روی من از زاہد | تا بر درِ خمارے کردم نہ جبین سائی
با فضل و کمالِ تو زیباست نہ ای حسرت | رندی و ہوسناکی بدمستی و شیدائی۔

رباعیات

۱

مین بندۂ مومن ہون، ترا لطف دکھا — بے کس ہوں، تباہ ہوں، کرم کر مولیٰ!

جب غیر کے سجدے سے بچایا تو نے — تو ان کی طرف ہاتھ بڑھانے سے بچا

۲

تو میرا خدا ہے، میں ہون تیرا بندہ — حاجت مجھ میں ہے اور ہے تجھ میں غنی!

جب ہو صفتِ ذات کا اظہار کمال — میں مانگتا جاؤں اور تو دیتا جا

۳

زعمِ باطل کی تجکو مستی ہے کب تک — نادان یہ ادعائے ہستی ہے کب تک

تو بھی موجود اور حق بھی موجود — ظالم یہ شرک و خود پرستی ہے کب تک

۴

سائنس و فلاسفی سے ہے کیا حاصل — کیا ہے لاجیک و ہسٹری کا حاصل

جب اپنی حقیقت کو نہ سمجھا تم نے — جو کچھ کہ لکھا پڑھا وہ سب لاحاصل

۵

مسجد میں رہو تو تم کو میں مانتا ہوں — مندر میں چھپو تو تم کو میں جانتا ہون

جس رنگ میں ہو کچھ نہیں ہے پروا — اس ناز و ادا سے تمکو پہچانتا ہون

۶

عاشق کا دلِ گداز مین رکھتا ہون — معشوقون کا حسن و ناز میں رکھتا ہون

جن کی کچھ انتہا نہین اے حسرت! — اس سینے میں اتنے راز میں رکھتا ہون

ریگِ روش کا ایک ذرہ ہو کا ہو نہین ۷ خورشید جہان تاب کا دھبہ ہو نہین

مین محو بھی ہون اور نہین ہون بھی ۸ حسرت بخدا عجب تماشا ہون مین

مانندِ نظر نظر سے مستور ہے تو
شہ رگ سے قریب اور پھر دور ہے تو
وہ آنکھ کہان کہ جس سے دیکھون تجکو ۹ آنکھین خیرہ ہون جس سے وہ نور ہے تو

اک وہم خودی ہے جسپہ مغرور ہے تو
جویا جسکا ہے اُس سے کب دور رہے تو
اٹھ جائے اگر بُعدِ خیالی کا حجاب ۱۰ آنکھین جسے ڈھونڈتی ہین وہ حور ہے تو

قیسِ دیوانہ کے لئے لیلیٰ ہے
بلبل گل پہ بجان و دل شیدا ہے
ہر ایک کا قبلۂ محبت ہے ایک
تو میرا ہے الٰہی! تو میرا ہے

مناجات

یا خدا الافضال والعطیات — یا من ہو مستجیب دعوات

پہلے توفیق دے خدایا! — پھر توبہ کو قبول فرما

امید اور خوف ہوں برابر — صابر، شاکر رہوں میں، ذاکر

تجھ پہ ہی رہے مرا توکل — یا من یعطاہ برزق الکل

ہر بات ہو تیری مجکو تسلیم — دے صدق و صفا کی مجکو تعلیم

کر بخل و حسد سے پاک دل کو — اور دور یہ حبِ جاہ ہی ہو

دنیاءِ دنی پہ ہوں نہ مائل — استغنا مجکو ہو وہ حاصل

کر عجب و ریا سے صاف اور پاک — کر مجکو گناہ پر نہ بے باک

غفار! گناہ بخش میرے — آیا ہے غریب در پہ تیرے

ستار! گناہ ڈھانک میرا — محشر میں نہ کر تو خوار و رسوا

تیرا در چھوڑ کر کہاں جاؤں — یہ حالِ تباہ کس کو دکھلاؤں

لاکھوں ہیں گراہ گرچہ میرے — پر کیا ہیں ترے کرم کے آگے

وہ کتنے ہی ہوں مگر ہیں معدود — اور تیرا کرم ہے غیر محدود

اچھوں کو تو دے جزا عمل کی — ہم پر کر فضل، یا الٰہی!

بے استحقاق ہے سخاوت — عاصی کو جو بخش تو ہے رحمت

شیطان لعین ہنسے نہ ہم پر — قبضے میں اپنے ہم کو پاکر

ہر چند کہ ہوں برا جہان کا — پر نیچ میں ہے حبیب تیرا

ہم اس کے امتی ہیں یا رب! — دامن میں چھپے ہیں اس کے ہم سب

رکھ سنتِ احمدی پہ دائم — کر خلقِ محمدی پہ قائم

مجکو مجھ پر نہ چھوڑ اک آن ۔ ہر حال میں رہ مرا نگہبان
سرشارِ شرابِ عشق کر دے ۔ الفت اپنی تو دل میں بھر دے
تو مل جا، آرزو ہے میری ۔ کھو دوں یہ خودی کو یا الٰہی!
فانی کا فنا ہی ہونا اولیٰ ۔ باقی کی بقا ہے سب سے اعلیٰ
ٹوٹے یہ طلسمِ وہم میرا ۔ دل کی کر لوح کو مجلا
اپنے لائق تو کر عنایات ۔ یا ربّ الارضِ والسمٰوات
میں کیا، اور میرا مانگنا کیا ۔ تو جیسا تیرا لطف ویسا
صدقہ صدیق و محی دیں کا ۔ صدقہ ترے ختمِ مرسلیں کا
صدقہ آلِ عبا کا اس کے ۔ مطلب بر آئیں دل کے میرے

حسرت کی رہے نہ کوئی حسرت
کر لطف و کرم سے وہ عنایت

آمین آمین ثم آمین ۔ یا ربّ یا اکرم المجیبین ۔

تمت

تمام شد

نوٹ - غزل نمبر ۱۷ کے بعد ۲۸ نمبر کی غزل سہواً چھوٹ گئی جو یہاں درج کیجاتی ہے

(۲۸)

اے جانِ جہان کب تک گوشۂ تنہائی
سب دید کے طالب ہیں جتنے ہیں تماشائی

آئینہ کہیگا کیا کیا تجھ میں ہے رعنائی
پوچھ اس سے نہیں قیمت تیرا ہی جو شیدائی

ہیں غیر نہیں ایجان کیوں ہو تم انجان
مجھ سے تو ہمیشہ سے ہے ربط و شناسائی

پردہ میں نمایاں ہے بے پردہ وہ پنہاں ہے
پیدائی ہے پنہانی پنہانی ہے پیدائی

اس شوقِ تماشا نے اوسکو بھی کہاں چھوڑا
پردہ سے نکل آیا وہ بن کے تماشائی

بربادیٔ عاشق سے کب رہتی ہے معشوقی
سب دم سے ہمارے ہے معشوقی و شیدائی

وہ بادہ کیے بیٹھا ہے دامن تر دامن سے
دیوانہ پہ قرباں ہے دانا کی دانائی

مدہوشیٔ الفت میں کس لطف سے کٹتی تھی
کیوں ہوش ہمیں آیا کیوں عقل پھر آئی

نری سراز مذہب ہے مستی مرا مشرب ہے
ہوں حسنؔ کا دیوانہ اور آپکا شیدائی

نوٹ - یہ غزلیں آخر میں وصول ہوئی ہیں۔

(۴۴)

تجلی گاہِ حق ہے چہرۂ انور محمدؐ کا
تعالی اللہ! کیا مطلع ہے صبحِ نور سرمد کا

ہو قفل باغِ جاں سے یہ روشن چشمِ حق بیں کو
کہ اس تقیید میں ہے تعبیہ نورِ مجرّد کا

غزالانِ ختن کی نافۂ مشکیں سے شہرت ہے
محمدؐ مصطفٰے سے نام نکلا ہے ابوجد کا

سوادِ دیدہ بنکر جا کر لی ہے چشمِ انساں میں
زمیں پہ کسطرح سایہ گرے قدِ محمدؐ کا

جبینِ مخبرِ صادق، طلوعِ صبحِ صادق ہے
دلِ مشرق ہے مشرق آفتابِ نورِ سرمد کا

برسمِ پیشوائی رحمتِ باری بڑھی آگے
ہو جب غلغلہ معراج میں حضرت کی آمد کا

اتر کر موت کی گھاٹی پہنچ جا کوئے جاناں تک
تقاضا رات دن ہے مجھ سے میرے شوقِ بیحد کا

تب و تابِ قیامت میں رہیں جب لوگ سرگرداں
الٰہی! مجھ پہ ہو سایہ لوائے الحمدِ احمد کا

دکھایا عقل کے منشور نے یہ طبعِ روشن کو
ہے نورِ جملہ پیغمبر کو شامل نورِ احمد کا

ہوا جمالِ ذاتی جلوہ گر تفصیلِ علمی میں
ہوا خدا راصم حل یوں احد کا اور احمد کا

اندھیری گور میں خورشید تاباں بنکے چمکیگا
مرے سینے میں حسرتؔ داغِ عشقِ روئے احمد کا

(۴۵)

غایتِ معرفت و علم ہے ناداں ہونا
سرمۂ دیدۂ تحقیق ہے حیراں ہونا

بوالہوس تیغِ محبت سے ہو کس طرح شہید
کارِ ہر سنگ نہیں لعلِ بدخشاں ہونا

خود نہاں اور عیاں اُس سے نہاں ہائے جہاں
حیرت انگیز ہے پیدائی کا پنہاں ہونا

ایک ہاں، نا درِ ہر گونہ بلاہائے جہاں
کیا قیامت ہے یہ یا البتہ پیماں ہونا

میرے حصہ میں شب و روز جگر کاوی ہے
میری قسمت میں کہاں یار کا مہماں ہونا

چشمِ تحقیق میں ہیں شادی و ماتم توام
لطمۂ بادِ خزاں گل کا ہے خنداں ہونا

اُنس انسان میں ہے اصل، سمجھ لے حسرتؔ
اُنس جب تک نہ ہو ممکن نہیں انساں ہونا

چو لطفِ ساقیٔ میخانه دارم — به بر مینا بکف پیمانه دارم

کنون از دو جہاں پروانه دارم — که اندر خانه، صاحب خانه دارم

رسم تا کاکلِ دلدار روزے — دلِ صد چاک ہمچون شانه دارم

چرا بر خود نبالم ہمچو شمشاد — خیالِ قامتِ جانانه دارم

بشمعِ روئے او سوزم شب و روز — دلے ہم پہلوئے پروانه دارم

نہم بر خاکِ ذلت گه سرِ خود — گہے در سر سرِ شاہانه دارم

ہر آنکس را که بیند یار داند — دلے یا للعجب دیوانه دارم

بحسنِ خویش حسرت مہر ورزم
رہے از عاشقاں بیگانه دارم

صحت نامہ

صفحہ	سطر	صحیح	غلط	صفحہ	سطر	صحیح	غلط
الف	۲	التخلص	اتنخلص	۱۷	۱	مرآۃ	مرآۃ
"	۴	جمیلہ	جملہ	"	۷	محوِ	محوِ
۳	۱	ہوا رادہ	ہوا ارادہ	۱۹	۹	گریبان	گریہان
"	۷	تماشا	تماشہ	۲۰	۴	اس	اسی
"	۹	کشمکش	کشمکس	"	"	دعوے	دعوٰے
۶	۲	بتادے	بتادیئے	"	۱۴	الغنیٰ	الغنی
۷	۵	گنہگار	گنشگار	۲۱	۱۱	اک	ایک
"	۱۱	پائنچیہ	پائچیہ	۲۲	۴	بینش	بیتش
"	۱۳	مآل	ہال	"	"	توانائی	تولائی
۸	۴	مرآۃ اسماء و صفات	مراۃ اسمار صفات	"	۱۴	بنائے	بنار
"	۷	اور کس سے	اور کس کے	۲۳	۴	ذرہ	زرہ
۹	۷	تقیید	تقلید	"	۶	مُلک	مَلک
۱۰	۲	بخدا	نخدا	"	۱۴	پہ	پر
"	۵	تو نہ ناز	نہ تو ناز	۲۴	۳	سوئے	سو
"	"	باز	بار	۲۵	۲	سبحہ	سبجہ
"	۱۳	چشم	چشمِ	"	"	سبجہ	سبحہ
۱۲	۹	فغاں	فغان	"	۸	سرمایہ	سرمایہ
۱۳	۱۰	خواجہ	شیدا	۲۸	۸	چند	چندہ
۱۴	۵	غواص	غواض	"	۱۳	دعوٰے	دعوا بے
۱۵	۸	دینا	دنیا	۲۹	۱۱	غمزہ	غمزرہ
				۳۲	۷	پر	پہ
۷	۱۲	ہی	بہی	۳۳	۴	یرزق	برزق
				"	۶	نہیں	یہی
				۳۴	۳	میں	یہ